اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت کے رسالے

"الحق المجتلی فی الحکم المبتلی"

کا خلاصہ بنام

چھوتی بیماریاں

از قلم:

حضور فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی رحمہ اللہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت کے رسالے

"الحق المجتلی فی الحکم المبتلی"

کا خلاصہ بنام

چھوتی بیماریاں

از قلم:

حضور فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا **فیض احمد اویسی** رحمہ اللہ تعالیٰ

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

سوال:
جواب:
تحقیق رضوی
بہترین تقریر
فائدہ:
ہماری دوسری اردو کتابیں

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرما رہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جا رہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آ گئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!

عوام تو ہیں ہی عوام، خواص بھی بعض توہمات میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً کسی کوڑ کام، نزلہ ہو تو اس غریب سے نفرت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ کھانا تو درکنار اس کا پس خوردہ بھی نہیں کھایا جاتا اور نہ ہی اس کا بچا ہوا پانی پیا جاتا ہے بلکہ بعض ایسے وہمی واقع ہوئے ہیں کہ ان کے برتن کو ہاتھ نہیں لگاتے وغیرہ وغیرہ۔

فقیر نے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ "الحق المجتلی فی حکم المبتلی" کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّو شرف

اس کی اشاعت کا سہرا حاجی محمد اُویس قادری اور حاجی محمد اسلم صاحب عطاری قادری کو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات اور ان صاحبان کو دارین میں شاد و آباد رکھے جو ان کے معاون و مددگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فقیر کی کاوش اور ناشرین کے لئے موجبِ نجات اور مستفیدین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالی وبارك وسلم وعلی الہ وأصحابہ أجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی دین الإسلام، والصلاۃ والسلام علی أفضل ھاد إلی سبیل السلام، وعلی ألہ وصحبہ إلی یوم القیام، بہ نسأل السلام والسلامۃ عن سیئ الاسقام!

امابعد!

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ بیمار کی بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے اس وضاحت کے لئے یہ رسالہ حاضر ہے۔

جذامی سے بچو

(۱)رسول اللہؐنے فرمایا:

"اتقوا المجذوم کما یُتَّقَی الاسدُ" رواہ البخاری فی "التاریخ" عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں۔

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:

فر من المجذوم کفرارك من الاسد

جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔

فائدہ:

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کسی کی بیماری اوروں کو چمٹ جات ی ہے۔اس کی تفصیل وتحقیق آتی ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

تفصیل وتحقیق

(۲)رسول اللہ فرماتے ہیں:

"اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع، إذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ." رواہ ابن سعد فی "الطبقات"

جذامی سے بچو جیسے درندے سے بچتے ہیں ،وہ ایک نالے میں اُترے توتم دوسرے میں اُترو۔

فائدہ:

اس کی سند ضعیف ہے۔

دونیزے کافاصلہ

(۳)رسول اللہؐفرماتے ہیں:

"کلم المجذوم وبینك وبینہ قدر

مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں

رمح أو رمحين" ابن السنی وابو نعیم فی الطب - عن عبد الله بن ابی اوفی

اس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو۔

فائدہ:

یہ سند بھی ایسی ویسی ہے اگرچہ صحت بھی لئے ہوئی ہے۔

(۴) رسول اللہ فرماتے ہیں:

"لا تديموا النظر إلى المجذومين" رواه ابن ماجه.

مجذوموں کی طرف نگاہ جماکر نہ دیکھو۔

یہ سند صالح ہے تفصیل آگے آئے گی۔

دوسری روایت میں ہے:

"لا تحدوا النظر إليهم يعنى المجذومين"

جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو۔

جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ

(۵) رسول اللہ فرماتے ہیں:

"لا تديموا النظر إلى المجذمين وإذا كلمتموهم فليكن بينكم وبينهم قدر رمح" رواه احمد وابو يعلى. والطبرانى فى "الكبير" وابن جرير عن فاطمة الصغرى عن أبيها السيد الشهيد الريحانة الاصغر وابن عساكر عنها عنه وعن ابن عباس معاً رضى الله تعالى عنهم.

جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ، ان سے بات کرو توتم میں ان میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔

واپس جاؤتمہاری بیعت ہوگئی

(۶) حدیث میں ہے جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمابھیجا: "ارجع فقد بايعناك" رواه ابن ماجه.

واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ ہونا مانع بیعت نہیں۔

فائدہ:

اس سے ثابت ہوا کہ اصل بیعت تو یہ ہے کہ ہاتھ مےں ہاتھ ملاکر لیکن بامر مجبوری دوسرے طریقے سے بھی جائز ہے۔اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "اسلام میں بیعت کی شرعی حیثیت" میں ہے۔

اے انس! بچھونا اُلٹ دو

(۷)رسول اللہنے ایک مجذوم کوآتے دیکھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"یا أنس أثن البساط لا یطأ علیه بقدمه" رواہ الخطیب عنه رضي الله تعالی عنه

بچھونا اُلٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے۔

کچھ لوگ مجذوم پائے

(۸)رسول اللہ مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے ،وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلا کر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا:

"إن کان شئ من الداء یعدی فهو هذا" رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضي الله تعالی عنهما والمرفوع منه عنه ابن عدی في الکامل

اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے۔

لوگوں کوایذا نہ دے

(۹)حدیث میں ہے ،ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:

"یا أمة الله لا تؤذی الناس لو جلست في بیتك" رواہ مالك والخرائطي في اعتلال القلوب: عن ابن أبي ملیکة

لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، پھر وہ گھر سے نہ نکلیں۔

مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے

(۱۰)حدیث میں ہے:

"أن عمر بن الخطاب قال للمعیقیب اجلس مني قید رمح وکان به ذلك الداء وکان بدریا" رواہ ابن جریر

معیقیب رضی ا تعالیٰ عنہ کہ اہل بدر (ومہاجرین سابقین اوّلین رضی ا تعالیٰ عنہم) سے ہیں انہیں یہ مرض تھا

امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی ا تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے۔

فائدہ:

ثابت ہوا مجذوم کے ساتھ کھانا پینا ممنوع ہے ۔

آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں

(۱)حدیث میں ہے امیرالمومنین عمرفاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کیے گئے اورامیرالمومنین نے اُن سے فرمایا:

"خذ مما یلیك ومن شقك فلو كان غیرك ما آكلنی فی صحفة ولكان بینی وبینه قید رمح" رواه ابن سعد وابن جریر.

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتاتو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا۔

قریب آیئے بیٹھئے

(۲)حدیث میں ہے امیرالمومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا، لوگ حاضر تھے امیرالمومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

ادن فاجلس وأیم الله لو كان غیرك به الذی بك لما اجلس منی أدنی من قید رمح

قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا توایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔

فائدہ:

پہلی دعوت صبح کی تھی یہ واقعہ عشاء کا ہے۔

غلط نقل کی

(۳)حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ساکنانِ موضع جرش نے بیان کیاکہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضور سیّدعالم نے فرمایا:

"جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو" میں نے کہا واللہ! اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہلِ جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا:

"كذبوا والله ما حدثتهم هذا ولقد رأيت عمر بن الخطاب يؤتى بالإناء فيه الماء فيعطيه معيقيبا وكان رجلا قد أسرع فيه ذلك الوجع فيشرب منه ثم يتناوله عمر من يده فيضع فمه موضع فمه حتى شرب منه فعرفت أنما يصنع عمر ذلك فرارا من أن يدخله شيء من العدوى. "رواه عن محمود. رضى الله تعالى عنه	اُنہوں نے غلط نقل کی، میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اُن کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے، معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے، امیر المومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔

بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے

ابنِ سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروقِ اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے، دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا، وہ بولے: [یہ مرض] جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا، ہاں ایسی دوا کر دیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا:

عافية عظيمة أن يقف فلا يزيد	بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔

اُنہوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں، پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کیے اور معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا، جب وہ ختم ہو گیا، دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی، اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔ عبداللہ بن جعفر رض ی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"فوالله ما زال معيقيب متماسكا لا يزيد وجعه حتى مات"	معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تادمِ مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے

(۴) حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قومِ ثقیف کے سفیر حاضر ہوئے، کھانا حاضر لایا گیا، وہ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قریب آؤ، قریب آئے۔ فرمایا: کھانا کھاؤ۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

"وجعل أبو بكر يضع يده موضع يده فيأكل مما يأكل منه المجذوم." رواه ابوبكر بن أبي شيبة وابن جرير عن القاسم.

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے، وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غالبًا یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔

اللہ پر بھروسا

(۵) حدیث میں ہے:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد رجل مجذوم فأدخلها معه في القصعة ثم قال كل ثقة بالله وتوكلا على الله."

رسول اللہﷺ نے ایک جزامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسا۔

رواه أبوداود والترمذي وابن ماجه وعبد بن حميد وابن خزيمة وابن أبي عاصم وابن السني في "عمل اليوم والليلة" وأبويعلى وابن حبان والحاكم في "المستدرك" والبيهقي في "السنن" والضياء في "المختارة" وابن جرير والإمام الطحاوي كلهم عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما كذا ذكر الإمام الجليل الجلال السيوطي في أول قسمي "جامعه الكبير" وزدت أنا ابن جرير والطحاوي. قلت: "وبه علم أن قصر "المشكاة" على ابن ماجه ليس في موضعه، ثم الحديث سكت عليه وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والضياء، وقال المناوي في "التيسير" بإسناد حسن وتصحيح ابن حبان والحاكم، قال ابن حجر: فيه نظر" اهـ

أقول: لكن فيه مفضل بن فضالة البصري بالباء أخو مبارك قال: في "التقريب" "ضعيف" وقال الترمذي: "هذا حديث لا نعرفه إلا من حديث يونس بن محمد عن المفضل بن فضالة والمفضل بن فضالة هذا شيخ بصري والمفضل بن فضالة شيخ آخر مصري أوثق من هذا وأشهر وروى شعبة هذا الحديث عن حبيب بن الشهيد عن ابن بريدة قال ابن عمر أخذ بيد مجذوم وحديث شعبة اشبه عندي وأصح" اهـ

وأخرج ابن عدى فى "الكامل": "هذا الحديث للمفضل المذكور، قال: لم أرفى حديثه أنكر من الحديث قال: ورواه شعبة عن حبيب عن ابن بريدة أن عمر أخذ بيد مجذوم... الحديث" اھ-

ولم يذكر الذهبى فى "الميزان": "فى المفضل هذا جرحا مفسرا بل ولا غير مفسر مما يبلغ درجة التضعيف البتة إنما نقل عن يحيى" انه قال: ليس هوبذاك وعن الترمذى ما قدمنا ان المصرى أوثق منه وعن النسائى انه قال: ليس بالقوى.

أقول: ولا يخفى عليك البون البين بين "ليس بالقوى" و"ليس بقوى" وقد روى عنه ذاك المؤدب الثقة الثبت، وعبد الرحمن بن مهدى ذاك الجبل الشامخ الإمام الحافظ، قال البخارى فى على بن عبد الله المعروف بـ "*ابن المديني*" *ما استصغرت نفسي إلا عنده، وقال ابن المديني في عبدال*رحمن: هذا ما رأيت أعلم منه، وكذلك موسى بن إسمعيل ذاك الثقة الثبت وجماعة، لا جرم حسنه الحافظ وإطلاق الصحيح على الحسن غير مستنكر، وقد صححه إمام الائمة ابن خزيمة ومن تبعه، وقد وجدت له متابعا فإن الإمام الاجل أبا جعفر الطحاوى أخرجه أولا بالطريق المذكور فقال: حدثنا فهد (يعنى ابن سليمن بن يحيى) ثنا أبوبكر بن أبى شيبة ثنا يونس بن محمد الحديث. ثم قال: حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبد الله الانصارى ثنا إسمعيل بن مسلم عن أبي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله اھ. قلت: وبه يعلم ما فى كلام الإمام الترمذى، والله تعالى أعلم.

ثم اعلم أنه وقع فى الجامع الصغير لهذا الحديث رمز حب، ك أقول: ولم أره فى "المجتبى" بل ليس فيه، لان مداره على ما ذكر الترمذى على المفضل، كما علمت والمفضل هذا ليس من رواة النسائى أصلا وقد سقط الحديث من نسخة سيدى على المتقى قدس سره، ولذا أورده من القسم الاول لل "جامع الكبير" وقد رمز له فيه د، ت، ه... إلخ، وهو الصحيح إلا أن يكون النسائى رواه فى "الكبرى" فبالنظر إليه يقال ع وهو بعيد ثم الواقع فى "المشكوة" معزيا لابن ماجة ما ذكرنا أعنى: "كل ثقة بالله" وفى جامع "الترمذى" ثم قال: "كل بسم الله ثقة بالله وتوكلا عليه"، قال العلامة على القارى: أما ترك المؤلف البسملة مع وجودها فى الاصول، فإما محمولة على رواية منفردة غريبة لابن ماجه أو على غفلة من صاحب "المشكوة" أو "المصابيح" اھ-.

أقول: سبحن الله هو إنما نقله عن ابن ماجه، فلو زاد البسملة نسب إلى الفضلة، ثم لم يتفرد ابن ماجه بترك البسملة بل هو كذلك عند أبي داؤد أيضا رواه عن عثمن بن أبي شيبة عن يونس بن محمد، وابن ماجه عن أبي بكر بن أبي شيبه ومجاهد ابن موسى ومحمد بن خلف العسقلانى كلهم عن يونس بترك البسملة، والترمذى عن أحمد بن سعيد الاشقر وإبراهيم بن يعقوب كلاهما عن يونس مع البسملة، فافهم.

سچے یقین کی راہ

(۲) رسول اللہ نے فرمایا:

"كل مع صاحب البلاء، تواضعا لربك   بلاء والے کے ساتھ کھاناکھااپنے رب

، وإيمانا"رواه الإمام الاجل الطحاوى.

کے لئے تواضع اوراس پر سچے یقین کی راہ سے۔

بیماری اُڑ کر نہیں لگتی

(۷)ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:کیا رسول اللہ مجذوموں کے حق میں فرماتے:"فروا منهم كفرارکم من الاسد"ان سے ایسابھاگو جیساشیر سے بھاگتے ہو۔

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا:

" لا ولكنه لا عدوى فمن عادى الاول"رواه ابن جرير عن نافع بن القاسم عن جدته فطيمة.

ہرگز نہیں ،بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی جسے پہلے ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔

فائدہ:

ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم کی بنا پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور ہے یہ کہ دونوں ارشاد حضورِ اقدس سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

فیصلہ حتمی:

صحیح یہی ہے جو حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استدلال کیا کہ حضور نے فرمایا:" لا عدوى" بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔رواه الائمة أحمد والشيخان وأبو داود وابن ماجه عن أبي هريرة.ورواه عنه بطريق كثيرة شتى هم والإمام الطحاوى والدارقطني فى المتفق والخطيب والبيهقي وابن جرير واخرون وان نسيه ابوهريرة رضى الله تعالى عنه من بعد كما رواه البخارى والطحاوى وابن جرير وغيرهم.

وأحمد والستة إلا النسائي عن أنس وأحمد والشيخان وابن ماجه والطحاوى عن ابن عمر وأحمد ومسلم والطحاوى عن السائب بن يزيد وهم وابن جرير جميعا عن جابر وأحمد والترمذى والطحاوى عن ابن مسعود وأحمد وابن ماجه والطحاوى والطبرانى وابن جرير عن ابن عباس والثلثة الاخيرة عن أبي أمامة . وابن خزيمة والطحاوى وابن حبان وابن جرير عن سعد عن أبي وقاص. والإمام الطحاوى عن أبي سعد الخدرى. والشيرازى فى "الالقاب" والطبرانى فى "الكبير" والحاكم وأبونعيم فى "الحلية" عن عمير بن سعد الانصارى. والطبرانى وابن عساكر عن عبد الرحمن بن أبي عميرة المزنى. وابن جرير عن أم المومنين . وأيضا صححه. والقاضى محمد ابن عبد الباقى الانصارى فى جزئه الحديثى عن أمير المومنين على كرم الله وجهه الكريم بلفظ "لا يعدى سقيم صحيحا" لخصناه عن الجامع الكبير مع جمع زيادات.

فائدہ:

اسی حدیث کے متعدّد طرق میں وہ جواب قاطع ہرشک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا"صحیحین" و"سنن ابی داؤد" و"شرح معانی الآثار" امام طحاوی وغیرہا میں حدیث ابوہریرہ رضی اتعالیٰ عنہ سے ہے جب حضوراقدس نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑکر نہیں لگتی، ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یارسول ا! پھراونٹوں کا یہ کیاحال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والاآکراُن میں داخل ہوتا ہے جس سے خارش ہوجاتی ہے۔ حضور پُرنور نے فرمایا:" فمن أعدی الاول " اس سے پہلے کوکس کی اُڑکر لگی۔

فائدہ:

یہاں حدیث ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ،ارشادفرمایا:"ذلکم القدر فمن أجرب الاول " یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کوکس نے کھجلی لگادی۔

یہی ارشاد احادیثِ مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مروی ہوا، حدیثِ اخیر میں اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

"ألم تروا إلی البعیر یکون فی الصحراء فیصبح وفی کرکرته أو فی مراق بطنه نکتة من جرب لم تکن قبل ذلك فمن أعدی الاول "

کیادیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیماراُونٹ نہیں صبح کو دیکھو تواس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلااس پہلے کوکس کی اُڑکر لگ گئی۔

فائدہ:

اصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتدا لغیر دوسرے سے منتقل ہوئے خوداس میں بیماری پیدا ہونے کاماننالازم ہے توحجتِ قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خودبخودبھی حادث ہوجاتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تودوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا علیل وادعائے بے دلیل رہا، جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تویوں ہی ہزار میں ، بہرحال کسی کی کوئی بیماری کسی دوسرے کونہیں چمٹتی اگر کوئی ایسا ہوبھی تو وہ اتفاقی امر ہے ، یہی شرعی فیصلہ ہے۔

(۸)امام احمدوبخاری ومسلم وابوداؤدوابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضورِاقدس نے فرمایا:"لایوردن ممرض علی مصح" ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کونہ لائے جائیں۔

بیہقی نے "سنن"میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشادفرمایا"لاعدوی ولا یحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء فقیل: یارسول اللہ! ولم ذلك؟ قال لانه أذی" واللہ أعلم

بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانوروالا جہاں چاہے لے جائے
عرض کی گئی: یہ کس لئے ؟ فرمایا: اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔ واللہ اعلم

قلت: وقد رواه مالك فی "مؤطاه" أنه بلغه عن بكير بن عبد الله بن الاشج عن ابن عطية أن رسول الله صلى الله تعلى عليه وسلم قال: "لا عدوى ولا هامة ولا صفر ولا يحل الممرض على المصح وليحل المصح حيث شاء فقيل يا رسول الله ولم ذلك قال لانه أذى"، هكذا رواه يحيى مرسلا وتابعه جماعة من رواة المؤطا وخالفهم القعنبي وعبد الله بن يوسف وأبو مصعب ويحيى بن بكير فجعلوه عن أبی عطية عن أبی هريرة موصولا غير أن ابن بكير قال: عن أبی عطية ولا خلف فهو عبد الله بن عطية الاشجعی ويكنى أبا عطية ووهم بعض رواة المؤطا فی جعله عن أبی عطية عن أبی برزة وإنما هو عن أبی هريرة رضی الله تعالى عنهما أفاده الزرقانی.

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔ صحیح جلیل ایساہی رنگ جامعیت رکھتی ہے۔ "صحیح بخاری" میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ، حضور سیّد عالم فرماتے ہیں:

"لا عدوى وفر من المجذوم كما تفر من الاسد"، أورده الإمام الجليل السيوطی فی "جامعه الكبير" بهذا اللفظ عازيا لابن جرير عن أبی قلابة وفی قسمه الاول بلفظ لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر واتقوا المجذوم كما تتقوا الاسد عازيا "لسنن البيهقی" عن أبی هريرة، وأورده فی أول "الجامع" أيضا بلفظ "لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الاسد" عازيا لاحمد و البخاری عن أبی هريرة، وهو كذلك فی "الجامع الصحيح" وبه ظهر ما قدمنا أن العزو يتبع اللفظ فبالنظر إلى حديث أبی قلابة عددناه بحياله ولذا أوردناه بلفظه وهو بعينه لفظ البخاری وإن اشتمل على زيادات لا توقف لهذا المعنى عليها.

أقول: وأبو قلابة هذا هو عبد الله بن زيد الجرمی من ثقات التابعين وعلمائهم كثير الإرسال وكان الاولى أن ينبه عليه ثم أن العلامة الشمس السخاوی قال فی حديث اتقوا ذوی العاهات المعنى "فر من المجذوم فرارك من الاسد"، كما ورد فی بعض ألفاظ الحديث وهو متفق عليه عن أبی هريرة مرفوعا بمعناه اه.

ورأيتنی كتبت عليه ما نصه: أقول: لم أره لمسلم إنما فيه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لمجذوم: "إنا قد بايعناك فارجع" نعم هو فی حديث البخاری بلفظ: "فر من المجذوم كما تفر من الاسد" وإليه وحده عزاه فی "المشكاة" وكذا الإمام النوی فی "شرح مسلم" تحت حديثه المذكور وكذا الإمام السيوطی فی أول جامعه "الكبير"، فالله تعالى اعلم.

تحقیقی حکم سنیئے

اب بتوفیق اللہ تعالیٰ تحقیقی حکم سنیئے!

مجوزین کو جوابات

مرض نہ چمٹنے والی روایات اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمار نہیں ہوجاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔ ان متواتر وروشن وظاہر ارشادات عالیہ کو سن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے مگر رسول انے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی، پھر حضور اقدس واجلہ صحابہ کرام رضی اتعالیٰ عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا، ان کا جھوٹا پانی پینا، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص ان کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھا کر کھانا جہاں منہ لگا کر انہوں نے پیا بالقصد اسی جگہ منہ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کر رہی ہے کہ عدوٰی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کے لئے پیش کرنا شرع ہرگز روانہیں رکھتی،

قال اللہ تعالی:

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ" ترجمہ: آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

ازالۂ وہم:

مرض نہ چمٹنے والی حدیثیں، وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں ان میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کر آئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہو سکتی ہے مگر وہی حدیث اس سے اعلیٰ وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اسی میں ابطال عدوٰی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، تو یہ حدیث خود واضح فرما رہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اس وسوسہ واندیشہ کی بناء پر نہیں، مع ہذا صحت میں اس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گرا ہوا ہے کہ اسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق،

حیث قال: قال: عفان وعفان هذا وان کان من شیوخ البخاری فکثیرا ما یروی عنه بالواسطة، کما فی "فتح الباری" وعدوله عن حدثنا المعتاد له فی جمیع کتابه إلی أن قال لا یکون إلا لوجه وهذا وإن کان وصلا علی طریق ابن الصلاح فلیس المختلف فیه کالمتفق علیه، وقد جزم المحقق علی الإطلاق فی باب العنین من فتح القدیر أن البخاری رواه معلقا ثم لعلك تقول مالك حصرت الصحة فی الحدیث الاول الیس فیما ذکرت حدیث "إنا قد بایعناك فارجع".

أقول: إنما یرویه مسلم، هکذا حدثنا یحیی بن یحیی أنا هشیم ح قال وثنا أبوبکر بن أبي شیبه قال نا شریك بن عبدالله وهشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء، عن عمرو بن الشرید عن أبیه رضی الله تعالی عنه وقال ابن ماجه حدثنا عمرو بن رافع ثنا هشیم عن یعلی بن عطاء .... إلخ. وهشیم بن شریك کلاهما مدلس وقد عنعنا قال: فی "التقریب" هشیم بن بشیر ثقة ثبت کثیر التدلیس والإرسال "الخفی وقال فی شریك: صدوق یخطی کثیرا تغیر حفظه منذ ولی القضاء بالکوفة" وقال فی "تهذیب التهذیب": قال عبد الحق الاشبیلی: کان یدلس. وقال ابن القطان: کان مشهورا بالتدلیس اه قال: ویروی له

مسلم فی "المتابعات" اه كما هاهنا أخرج له بمتابعة هشيم، أما قول من قال: إن عنعنة المدلسين فی "الصحيحين" محمول على السماع.

لوگوں میں مشہور ہونا محض اوہام وخیالات ہیں، اس کے متعلق کوئی حدیث ثبوت عدوٰی میں نص نہیں، یہ تو متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کر لگ جاتی ہے۔

سوال:

"جذامیوں کو نظر جما کر نہ دیکھو ان کی طرف تیز نگاہ نہ کرو" صاف یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گھِن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے

جواب:

تحقیر شرع کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی، اور یہ روا نہیں۔

علامہ مُناوی "تیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں:"

(لا تحدوا النظر الی المجذومین) لانہ أحری ان لا تعافوهم فتزدروهم أو تحتقروهم"

علّامہ فتنی "مجمع بحار الانوار" میں فرماتے ہیں:

"لا تديموا النظر إلى المجذومين، لانه إذا أدامه حقره وتأذى به المجذوم"

سوال:

ثقفی سے فرمایا: "پلٹ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی"

جواب:

(۱) انہیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔

(۲) حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں، خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔

(۳) مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی۔

(۴) حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب وعجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵) ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نو مبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

(۶) ممکن کہ مریض کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محل صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہوسکتا۔

"مجمع البحار" میں ہے:

"ارجع فقد بايعناك إنما رده لئلا ينظر إليه أصحابه صلى الله عليه وسلم فيزدرونه ويرون لانفسهم عليه فضلا فيدخلهم العجب، أو لئلا يحزن المجذوم برؤية النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه وما فضلوا به فيقل شكره على بلاء الله تعالى"

سوال:

کیوں بچھونا لپیٹنے کو فرمایا؟

جواب:

ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

سوال:

روایت میں ہے اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔

جواب:

"اگر کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ اُڑ کر لگنا ثابت نہیں۔"تیسیر"میں ہے:

"إن کان دلیل علی أن هذا الامر غیر محقق عنده"

جہاں بھی اگر کا لفظ ہو قائل کے نزدیک وہ دلیل غیر محقق ہے۔اس کو شک پر محمول کرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضور نے فرمایا:(لوگو!)اگر تمہاری کسی دوا اور علاج میں خیر ہو تو پچھنے لگوانے اور شہد پینے میں ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر رضی اتعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔بلاشبہہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پر ناطق ہے اور پچھنے لگانے میں بھی خیر ہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور صلی ا تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:اگر کوئی چیز قضاوقدر سے آگے بڑھ جاتی تو نظر بد آگے بڑھ جاتی۔

اور ظاہر ہے کہ تقدیر سے کوئی شے سبقت نہیں کر سکتی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس دلیل میں شک آجائے وہ استدلال کے قابل نہیں ہوتی۔

سوال:

وادی سے گزر جانے کا حکم اس لئے ہوا کہ ب یماری چمٹ جاتی ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں حدیث گزری ہے۔

جواب:

اس کے وہی جوابات ہیں جو ہم نے سابق اوراق مریں بیان کئے ہیں۔

سوال:

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجذومہ بی بی کو طواف کرنے سے روکا اور فرمایا کہ تم گھر بیٹھی رہو۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ب یماری چمٹ جاتی ہے۔

جواب:

اس کے جوابات بھی پہلے گزرے ہیں۔

سوال:

امیرالمومنین نے معیقیب رضی اتعالیٰ عنہما سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا۔

جواب:

انہیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگر یہ امرعدوٰی کا سبب عادی ہوتا تواہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلا میں ڈالنا روانہ ہوتا۔ اور گذشتہ حدیث نے توخوب ظاہر کردیا کہ امیرالمومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے، نری خاطر منظور تھی تواس شدت مبالغہ کی کیاحاجت ہوتی کہ پانی انہیں پلاکر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگاکر خود پیتے، معلوم ہواکہ عدوٰی بے اصل ہے تواس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہوکہ ایسے مریض سے تنفر انسان کاایک طبعی امرہے آپ کافضل اس پر حامل ہے کہ وہ تنفرمضمحل وزائل ہوگیا دوسراہوتا توایسانہ ہوتا۔

سوال:

حدیث ہے کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں۔

جواب:

اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے امام مالک وسنن بیہقی نے ظاہر کردی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی، ولہٰذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔

سوال:

پانچ حدیثیں اوّل، دوم، سوم، پنجم، دہم ہیں کہ ب یماری چمٹتی ہے۔

جواب:

ان میں دوم کی سندوہی اور سوم کی خود حضرت عبدابن جعفررضی ا تعالیٰ عنہمانے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیرالمومنین سے ایک صحابی جلیل القدر مجملہ اصحاب بدرومہاجرین سابقین اوّلین رضی ا تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت اس کا صدور سخت مستبعد تھا، متعدّد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کردیا جیساکہ امیرالمومنین سے مظنون تھا یہ سب کچھ پہلے گزر چکا، مزید تبصرہ ک ی ضرورت نہیں۔

جواب ۲: اُن میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یاحسن ہے تواسی کی طرف توجہ کافی۔

علماء کے لئے یہاں متعدّد طریقے ہیں: اوّل اس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ ام المومنین صدیقہ رضی ا تعالیٰ عنہا کا ہے ج یساکہ پیچھے حدیث میں گزرا۔

ان کاطریقہ ان جیسی احادیث میں یہ تھا کہ علم قطعی پر اعتماد ہومثلاًوہ حکمِ قرآن مجید سے حاصل ہو یارسول اللہ سے بالمشافہ سناگیا ہو۔ اگران دونوں کے کوئی حکم خلاف ہوتا تووہ راوی کے سہو پر محمول فرماتیں مثلاً امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ اکرم سے روایت کی کہ م یت کواس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتاہے۔ س یّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایاکہ اللہ عمر پر رحم فرمائے م یت پر اس کے اہل کے رونے سے عذاب نہ ىں ہوتاہاں اللہ کافر کے عذاب م ىں اضافہ فرمادیتاہے جبکہ اس کے گھروالے اس پر روئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے: "اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی" کوئی دوسرے کابوجھ نہ اُٹھائے گا۔

یونہی بی بی صاحبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن یعنی ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رحم فرمائے کہ وہ اپنے والد کی طرح روایت کرتے ہیں وہ جھوٹ نہیں بولتے لیکن بھول گئے ہیں کیونکہ ایک دفعہ نبی پاک کاایک یہود کی میت پر گزر ہواجس پر لوگ رو رہے تھے۔ آپنے فرمایالوگ اس پر رو رہے ہیں لیکن میت پر قبر میں عذاب ہو رہاہے۔

ایک اور روایت میں بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایاکہ یہ حدیث تم جھوٹوں سے توروایت نہیں کررہے ہو یعنی حدیث صحیح ہے لیکن سننے میں غلطی ہوئی ہے تمہارے لئے قرآن کافی ہے وہی تمہیں شفادے گا یعنی وہی حکم یقینی ہے فرمایا:

"اَلَّا تَزِرُوَازِرَةٌ وِّزْرَاُخْرٰی "کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

لیکن رسول اللہنے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب کواس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب بڑھاتاہے۔

اور بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں باپ بیٹے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت کے متعلق فرمایاوہ یہ کہ رسول اللہنے بدر کے مُردہ اور کافروں کے لئے کہ مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو میں ان مُردوں کافروں کو کہہ رہاہوں وہ تمہارے سے زیادہ سنتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے: "اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى " (اس استدلال سے بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے رجوع فرمایاتھا)

یونہی بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت پہنچی کہ حضور نے ارشادفرمایاکہ عورت، گھراور گھوڑے میں نحوست ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر سخت ناراض ہوئیں کہ یہ رسول اللہنے نہیں فرمایاہاں آپ نے فرمایاکہ ان سے زمانۂ جاہلیت کے لوگ بدفالی پکڑتے تھے۔

رہا یہ کہ ام المومنین ایساکیوں کرتی تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور سے انہیں جو یقینی علم حاصل تھا وہ مذکورہ روایتی الفاظ کے خلاف تھا۔ بلاشبہہ حضور بدشگونی اور نحوست کے تصور کو مبغوض خیال فرماتے اور ناپسند کرتے تھے۔

اور یہ بھی روایت فرمایاکہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے کہاگیاکہ حضرت ابوہریرہ رضی اتعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھرجانا بنسبت اشعار سے بھرجانے کے بہترہے، توام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایاکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کااول حصہ تویادکرلیالیکن اس کاآخری حصہ محفوظ نہ کرسکے۔ دراصل بات یوں ہے کہ مشرکین رسول اللہ کی اشعار سے ہجو کیاکرتے تھے، آپنے فرمایاکہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرجاتاتواس کے لئے بہتر تھابنسبت حضور کی ہجو اور مذمت والے اشعار سے بھرنے کے۔

اور یہ اس لئے فرمایاکہ ام المومنین نے حضور سے خود سناتھاکہ بعض اشعار میں حکمت ہوگی

اور یہ بھی سناتھاکہ رسول اللہ ابنِ رواحہ کے اشعار پڑھاکرتے تھے اور کبھی آپ نے یہ شعر بھی پڑھ دیا"یعنی تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گاجس کو تونے توشہ نہ دیا۔"

اسی قاعدہ پر ام المومنین نے یہاں وہی بات کہی جواُنہوں نے رسول اللہ سے سناہوگاکہ "لاعدوی "یعنی بیماری کاچمٹنا کوئی شے نہیں۔

جواب ۳: مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں، احادیث نفی عدوٰی نے انہیں نسخ کردیا،

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول:

"ذهب عمر رضى الله عنه وجماعة من السلف إلى الاكل معه ورأوا أن الامر باجتنابه منسوخ وممن قال بذلك عيسى بن دينار من المالكية اھ۔ ورده الإمام النووي لوجهين أحدهم ا أن النسخ يشترط فيه تعذر الجمع بين الحديثين ولم يتعذر بل قد جمعنا بينهما والثاني أنه يشترط فيه معرفة التاريخ وتأخر الناسخ وليس ذلك موجودا هاهنا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور اسلاف صالحین میں سے ایک جماعت کا مذہب ہے کہ مجذوم کے ساتھ کھانا اوراس سے اجتناب ک ی روایت منسوخ ہے اوراس قول کے قائلین میں سے ایک عیسٰی بن دینار مالکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی ہیں لیکن اسے امام نووی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ نے دووجہ سے تردید فرمائی ہے۔ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دوحدیثیں جمع نہ ہوسکیں اوریہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کیا ہے۔دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو(تاکہ پہلی کو منسوخ اوردوسری کوناسخ قراردیں)اوریہاں یہ موجود نہیں۔

تحقیق رضوی

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: امیرالمومنین حدیث مذکور کو منسوخ سمجھتے تھے۔اگریہ بات روایت ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے توپھر دونوں وجہیں اس پر وارد نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ امیرالمومنین بغیر علم کے ایسانہیں فرماسکتے۔اور نسخ کے بعد جمع کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے ممکن ہو۔ہاں اگر قاضی عیاض نے یہ (دعوی نسخ) اپنے گمان سے ذکر کیا ہوتو پھر دونوں وجہیں وجیہہ ہیں، اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کو ہم نے بتیسویں حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضور نے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب (نسق واحد) میں جمع فرمایا پھر نسخ کہاں ہے، چنانچہ خصوصًا حضور کا ارشاد "لاعدوٰی""" وفرمن الجذوم "سے مقدم ہے اور صدر کلام کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ آخر کلام کو منسوخ کردے۔

جواب ۴: بھاگنے کا حکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو ان پر نظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عُجب وتحقیر وایذا پیدا ہوں گے جن کا ذکر گزرا۔

عمدۃ القاری میں ہے:

"قال بعضهم إن الخبر صحيح وأمره بالفرار منه لنهيه عن النظر إليه"

بعض نے کہا کہ فرار والی حدیث صحیح ہے لیکن بھاگنے کے بجائے اس کی طرف نہ دیکھنے کا حکم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ احادیث اس مفہوم کی حامل نہیں، اس لئے کہ بعض روایات میں یہ حکم ہے کہ ان سے ایک تیر یا دو کے پھینکنے کی مقدار دور ہو یہاں دیکھنے کی نفی نہیں۔

جواب ۵: امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ "شرح صحیح مسلم" میں ہے: "قیل: النھی لیس للعدوی بل للتأذی بالرائحة الکریھة ونحوھا"

بعض نے کہا فرار کی نہی عدویٰ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہے۔

قول مشہور ومذہب جمہور ومشرب منصور کہ دوری وفرار کا حکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذا قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہو گیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی۔ یہ اول تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہو گا اسی قدر فساد کے لئے کیا کم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سن کر کہ رسول ا نے صاف فرمایا ہے بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہو گا، لہٰذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دوری بہتر ہے، ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی ا تعالیٰ عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کے ساتھ کیا اگر عیاذاً باکچھ حادث ہوتا ان کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوائے باطلہ سے پیدا ہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ "لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا" (ہمیں ہر گز کچھ پہنچتا (یا پہنچ سکتا) سوائے اس کے جو ا تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔) بے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہو سکے گا، اسی طرف اس قول وفعل حضور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور "کل ثقه باالله وتوکلا علیه" فرمایا۔

امام اجل امین، امام الفقہاء وامام المحدثین، وامام اہل الجرح والتعدیل، وامام اہل التصحیح والتعلیل، حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدویٰ احادیث سعد بن مالک وعلی مرتضٰی وعبدا بن عباس وابي ہریرہ وعبدا بن مسعود وعبدا بن عمر وجابر بن عبدا وانس بن مالک وسائب بن یزید وابي ذر رضی ا تعالیٰ عنہم روایت کر کے فرماتے ہیں:

"فقد نفى رسول الله صلى الله عليه و سلم العدوى فى هذه الآثار التى ذكرناها وقد قال فمن أعدى الاول أى لو كان إنما أصاب الثانى لما أعداه الاول إذا لما أصاب الاول شيء لانه لم يكن معه ما يعديه ولكنه لما كان ما أصاب الاول إنما كان بقدر الله عز و جل كان ما أصاب الثانى كذلك فإن	رسول اللہ نے ان آثار میں فرار سے نفی فرمائی اور فرمایا کہ پہلے ب یمار کی بیماری کس سے چمٹی یعنی جب پہلے کی بیماری تقدیر سے ہے تو دوسرے کی بھی اسی سے سمجھو۔ اگر چمٹنے کا قائل کوئی ایسی روایت پیش کرے تو ہم کہیں گے کہ یہ رسول اللہ کے اس ارشادِ گرامی کے خلاف ہے جس میں فرمایا کہ کوئی مریض کسی تندرست

قال قائل فنجعل هذا مضادا لما روی عن النبی صلی الله علیه و سلم لا یورد ممرض علی مصح کما جعله أبو هریرة"

کے پاس نہ جائے جیساکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کہاہے۔

ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم " لاعدوٰی"کو لیتے ہیں(جیساکہ رسول اللہ نے بیماری کے تجاوز کرنے کی نفی فرمائی ہے)دائمی ہواورآپکاارشاد گرامی"کوئی مریض کسی تندرست پر وارد نہ ہو"اس خوف کی وجہ سے ہو کہ ممکن ہے کہ وہ اس سے خوف کرے تواللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہی مصیبت اس پر اس طرح پڑے جیسے پہلے بیمار پر بیماری کا حملہ ہوا پھر لوگ کہنے لگیں کہ اسے پہلے بیمار نے بیمار کیاہے توآپ کو یہ ناگوار ہواکہ کوئی کہے کہ تندرست کو بیمار نے بیمار کیاہے۔اسی قول کی وجہ سے آپ نے فرار کاحکم فرمایاحالانکہ ہم نے روایات نقل کی کہ آپنے مجذوم کاہاتھ وہاں پیالہ پر رکھا جہاں سے پانی پیاتھا۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتاہے کہ رسول اللہ کی فعلی حدیث کا تقاضا ہے کہ کوئی بیماری دوسرے کونہیں چمٹتی کیونکہ اگر بیماری کے چمٹنے کااحتمال ہوتاتورسول اللہ ایساہرگزنہ کرتے کیونکہ اس میں خود کو ہلاکت میں ڈالناہے،اس سے اللہ تعالیٰ نے روکاہے:"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ"

ایک دفعہ آپ گرنے کی طرف مائل دیوار سے جلدی گزرے کہ کہیں اس کے گرنے پر موت کاحادثہ نہ ہوجائے جب اس حادثہ سے آپ نے موت کاخطرہ محسوس فرمایاتوپھر بیماری چمٹنے کے خطرہ کے احساس سے کیسے چشم پوشی فرماتے فلہٰذاآپ کا مجذوم وغیرہ سے مخالطت (ملناجلنا)اسی لئے تھاکہ کوئی بیماری کسی کونہیں چمٹتی۔ان آثار وروایات کاہمارے نزدیک ایک یہی معنی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

بہترین تقریر

"اشعۃ اللمعات"شیخ محقق میں ہے:

"اکثر برآنند کہ مراد نفی عدوٰی وابطال اوست مطلقاً چنانچہ ظاہر احادیث درآن ست"

اسی میں ہے "اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیمارے کہ در پہلوئے بیمارے نشیند یاہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری اوبوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا ایں سرایت در ہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخورومدوامراض وبائیہ پس شارع آں رانفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہم چناں کہ اورابیمار کرد ایں رانیز کرد"

اکثراس پر ہیں کہ اس سے مرادعدوٰی کی نفی وابطال ہے مطلقاً جیساکہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتاہے اورزمانۂ جاہلیت کااعتقاد تھاکہ بیمار کے قریب نہ بیٹھو یاان کے ہمراہ نہ کھاؤکیونکہ اس کی بیماری اس میں سرایت کرجاتی ہے اور ان کاکہنا ہے کہ اطباء کاخیال ہے کہ سات بیماریاں سرایت کرتی ہیں:

(۱)جذام(۲)خارش(۳)چیچک(۴)خسرہ(۵)گندہ دہن ومنہ کی بدبو(۶)چشم آشوب(۷)امراض وبائیہ۔

حضرت شارع علیہ الرحمۃ نے اس کی نفی وابطال فرمایا ہے یعنی یہ امراض سرایت نہیں کرتیں بلکہ قادرِ مطلق نے جسے جیسے چاہا بیمار کیا۔

بالجملہ ان پانچواں اقوال پر عدویٰ باطل محض ہے یہی مذہب ہے۔ حضرت افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیّدنا صدیق اکبر و حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم و حضرت سلمان فارسی و حضرت ام المومنین صدیقہ و حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اجلہ صحابہ کرام کا اور اسی کو اختیار فرمایا۔ امام اجل طحاوی سیّد الحنفیہ وامام یحیی مالکی وامام عیسیٰ بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی و شیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے "عمدۃ القاری" میں "طبری" سے ہے:

"وكان ابن عمر وسلمان يصنعان الطعام للمجذومين ويأكلان معهم وعن عائشة أن امرأة سألتها أكان رسول الله قال فر من المجذوم فرارك من الاسد فقالت عائشة كلا والله ولكنه قال لا عدوى وقال فمن أعدى الاول وكان مولى لنا أصابه ذلك الداء فكان يأكل فى صحافى ويشرب فى أقداحى وينام على فراشى"	یعنی عبداللہ و عمر و سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اوران کے ساتھ کھاتے اورام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزادشدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا بچھونوں پر سوتا۔

"زرقانی علی المؤطا" میں زیرِ حدیث

"إنه أذى" فرمایا: "قال يحيى بن يحيى سمعت أن تفسيره فى رجل يكون به الجذام فلا ينبغى له أن ينزل على الصحيح يؤذيه، لانه وإن كان لا يعدى فالانفس تكرهه وقال صلى الله تعالى عليه وسلم: إنه أذى يعنى لا للعدوى"

یحییٰ بن یحییٰ نے فرمایا کہ میں نے "إنه أذى" کی تفسیر سنی، فرمایا: اس مرد کے لئے جسے جذام تھا کہ وہ تندرست کے پاس نہ جائے اگرچہ عقیدہ یہی ہے کہ کوئی مرض دوسرے کو نہیں چمٹتا۔

بہتر ہے اس سے دور ہونا چاہتے نبی پاک نے بھی اسے اس لئے "أذى" فرمایا ہے اس لئے نہ کہ وہ بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے۔

غرض مذہب یہ ہے اور وہ وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم: "وهاهنا ثلاثة وجوه اخر لبعض العلماء" یہاں پر تین اقوال بعض علماء کے اور ہیں۔

جواب ٦:

"أن الجذام مستثنى من قوله صلى الله عليه وسلم "لا عدوى" أن لا يعدي شيء شيئا إلا هذا ،وعزاه في "أشعة اللمعات" إلى الكرماني الشافعي صاحب "الكواكب الدراري في شرح صحيح البخاري".

جذام نبی پاککے قول مبارک "لا عدوی" سے مستثنٰی ہے یعنی کوئی بیماری دوسرے کو نہیں چمٹتی سوائے جذام کے۔ "اشعۃ اللمعات" میں ہے کہ یہ قول کرمانی شافعی کی طرف منسوب ہے صاحبِ کوکب دراری شرح بخاری میں بیان کیا ہے۔

جواب۷: امام بغوی نے فرمایا کہ جذام بدبودار بیماری ہے اسی سے وہ بیمار ہوجاتا ہے جوایسے مریض کے پاس زیادہ وقت گزارے اوراس کے ساتھ کھائے پیئے اوراس کے ساتھ سوئے تو یہ عدوی سے نہیں بلکہ طب کا نظریہ ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کسی کوناگوار مرض ہو اوراس کے ساتھ کھایا پیاجائے یاجو شے بدبو دار ہواوراسے بار بار سونگھا جائے۔ یہ ایسا مقام ہے جوانسان کی طبع کے ناموافق ہے لیکن سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ ہے کوئی کسی کواللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نقصان نہیں پہنچاسکتا۔(مجمع اشعۃ اللمعات یہ جواب امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے)

جواب۸: جن احادیث میں مرض سرایت کرنے کا بیان ہے ان سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر مرض سرایت نہیں کرتا اور جن روایات میں ہے کہ مرض سرایت کرتا ہے توان کا مطلب یہ ہے کہ عادت کے طور پر باذن اللہ تعالیٰ سرایت کرتا ہے۔ اثبات عاریہ کا بیان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے۔

مذہب معتمد وصحیح ورجیح ونجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑکر نہیں لگتی یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے توکبھی اصل بھی ہوجاتا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے "أنا عند ظن عبدي بي" وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پرورده تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔

"فیض القدیر" میں ہے: "بل الوهم وحده من أكبر أسباب الإصابة" اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخود بینی وتحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دوراندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑکر لگ گئی اور اب (معاذاللہ) اس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفیباطل فرما چکے یہ اس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا۔

ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے کہ اس سے دور رہیں اور کامل ایمان بندگانِ خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ (معاذاللہ) بیماری اُڑکر لگ جائے گی، اسے تو اللہ ورسول رَد فرما چکے۔

جل جلالہ و

فائدہ:

پھرازاں جاکہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں، جیساکہ جمہور کا مذہب ہے توہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً (معاذاللہ) جسے یہ عارضہ ہواس کے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دور بھاگیں اور اسے تنہاوضائع چھوڑ دیں یہ گز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگزاسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کر سکتی، ولہٰذا ہمارے شیخین مذہب امامِ اعظم وامام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کااختیار نہیں، اور خدا ترس بندے تو ہر بے کس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ لازم سمجھتے ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہﷺفرماتے ہیں:

"الله الله فی من لیس له إلا الله" رواه ابن عدى عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

اللہ سے ڈرو اور اس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوااللہ کے۔

لاجرم امام محقق علی الاطلاق "فتح القدیر" میں فرماتے ہیں:

"أما الثاني (أي: قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فرمن المجذوم فظاهره غير مراد للاتفاق على إباحة القرب منه ويثاب بخدمته وتمريضه وعلى القيام بمصالحه" والله تعالى أعلم.

یعنی علماء کااتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اُٹھنابیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری وتیمارداری موجبِ ثواب۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

الحمد لله على ذلك وصلى الله على حبيبه الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ
۵ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے)۔عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟۔عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی۔عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف۔عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ۔عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)۔کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)۔عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق۔عبد مصطفی
عورت کا جنازہ۔جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی۔عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ 1)۔عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔عبد مصطفی
محرم میں نکاح۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی۔عبد مصطفی	کافر سے سود۔عبد مصطفی
میں خان تو انصاری۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔عبد مصطفی
جرمانہ۔عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟۔عبد مصطفی
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔عرفان برکاتی	اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔عرفان برکاتی
کلام عبید رضا۔عبد مصطفی آفیشل	مسائل شریعت (جلد 1)۔سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا۔مولانا حسن نوری گونڈوی	سفرنامہ بلاد خمسہ۔عبد مصطفی
منصور حلاج۔عبد مصطف ی	مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں۔علامہ وقار رضا قادری
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔مولانا محمد سل یم رضوی	سفرنامہ عرب۔مفت ی خالد ایوب مصباحی شیرانی
تحریرات لقمان۔علامہ قاری لقمان شاہد	من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق۔ زبیر جمالوی
طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی	فرضی قبریں۔ عبد مصطفی
سنی کون؟ وہابی کون؟۔ عبد مصطفی	علم نور ہے۔ محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے۔ محمد حاشر عطاری	مومن ہو نہیں سکتا۔ فہیم جیلانی مصباحی